تعدّدِ ازواج میں خاندان کی طرف سے پیش آمدہ رکاوٹیں اور قرآن وحدیث کی روشنی میں ان کا حل

(ایک تجزیاتی مطالعہ)

Family Hurdles in Polygamy and Their Solution in the Light of *Qur'ān* and *Ḥadīth*

(An analytical study)

*ڈاکٹر سحیلہ کوثر
** انیلہ اسحاق

Abstract:

Polygamy is one of authentic principle of Islamic *Sharī'ah*. It is not new one; it has its root in *Islām* for many centuries. *Qur'ān* and *Ḥadīth* are preferable references for permissible and impermissible of any principle and it is clear from both references that this principle is permissible with few *Sharī'ah* restrictions. The practice of polygamy is also proved from Companions of Muhammad (PBUH) and pious people of that age. Actually polygamy is a tool for sustainable development of family life. It extends the scope of maintenance system of *Islām*. But, now a day, unfortunately this beautiful doctrine

*اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ فقہ وشریعہ ، دی اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاولپور۔
**ایم فل اسکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، دی اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاولپور۔

has many misunderstandings about it in society especially in *Pakistani* society. There are many hurdles in adoption of this principle. The strongest hurdle is being the reaction of family. This paper will highlight those hurdles which are raised by the family and will present their solution in the light of *Qur'ān* and *Ḥadīth*.

KEYWORDS: Polygamy; hurdle; family; wife; children; solution; *Qur'ān* and *Ḥadīth*.

تعدّدِازواج کالغوی

عربی لغت کے اعتبار سے 'عدد و تعاد' سے مراد "عدد میں زائد ہونالیاجاتا ہے"۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے "وَھمْ يَتَعَادُونَ ويَتَعَدُّونَ عَلى عَدَدٍ" [۱] ترجمہ:۔ "وہ ایک خاص تعدد سے زائد ہیں"۔ الزوج، شوہر، بیوی، ساتھی، جوڑے کو کہا جاتا ہے۔ جیسا کہ عرب کہتے ہیں کہ "عندی زوجا حمام"، "میرے پاس ایک جوڑا کبوتر ہے" نیز یہ کہ ''وَاشْتَرَيْتُ زَوْجَيْ نِعَالٍ''، "میں نے ایک جوڑا جوتا خریدا"۔ زوج کی جمع ازواج ہے۔ [۲]

تعدّدِازواج کااصطلاحی مفہوم:

اصطلاحی معنوں میں "تعدّدِازواج سے مراد ہے کہ ایک سے زیادہ بیویاں رکھنا ہے" انگریزی زبان میں اس کے لیے لفظ 'Polygamy' بولا جاتا ہے جو کہ یونانی زبان کے لفظ 'Poly' جس کا مطلب ہے 'زیادہ' اور 'Gyny' جس کا مطلب 'بیوی یا عورت' ہے تو Polygamy سے مراد زیادہ بیویاں رکھنا ہے۔ تعدّدِازواج کے لیے Polygyny لفظ بھی استعمال ہوتا ہے۔ ایک مرد کی بہت ساری بیویاں ہو تو اس کو Polygyny کہا

جاتا ہے اور ایک عورت کے بہت سارے شوہر ہو تو اس کو Polyandry کہا جاتا ہے۔[۳] ایک عورت کا ایک مرد سے نکاح یا ایک مرد کا ایک عورت سے نکاح کو اصطلاحاً Monogamy کہا جاتا ہے۔[۴]

تعدّدِ ازواج کی تعریف:

انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کے مطابق تعدّدِ ازواج کی تعریف درج ذیل ہے:

"Polygamy, marriage to more than one spouse at a time"[5]

یعنی " ایک وقت میں بہت سارے زوج رکھنا تعدّدِ ازواج کہلاتا ہے "۔

تعدّدِ ازواج کی ایک اور تعریف درج ذیل ہے:

" The practice or custom of having more than one wife or husband at the same time".[6]

ترجمہ: "ایک ہی وقت میں بہت سارے شوہر اور بیویاں رکھنے کا معمول اور دستور"۔

قرآن وحدیث سے تعدّدِ ازواج کی حجیّت:

نکاح ایک ہو یا ایک سے زیادہ ہوں دونوں صورتوں میں اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو مکمل قانون دیا ہے۔ سورہ النساء کی آیت "فَانكِحوا ما طابَ لَكُم مِنَ النِّساءِ مَثنىٰ وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ"[۷] اس آیت مبارکہ میں تعدّدِ ازواج کا حکم واضح طور پر آیا ہے۔ اس آیت مبارکہ کے اگلے حصّے میں اللہ تعالیٰ نے شرائط بھی واضح کر دیں ہیں کہ "فَإِن خِفتُم أَلّا تَعدِلوا فَوٰحِدَةً أَو ما مَلَكَت أَيمٰنُكُم ذٰلِكَ أَدنىٰ أَلّا تَعولوا"[۸] ،ترجمہ: "اور اگر تم ڈرو کہ تم (سب بیویوں میں) انصاف نہ کر سکو گے تو صرف ایک ہی (کافی ہے) یا لونڈی جس کے تم مالک ہو، اس سے تم بے انصافی سے بچ جاؤ گے "۔

مندرجہ بالا آیت کے علاوہ سورۃ النساء میں دوسرے مقام پر ارشاد ہے:

"وَلَن تَستَطيعوا أَن تَعدِلوا بَينَ النِّساءِ وَلَو حَرَصتُم فَلا تَميلوا كُلَّ المَيلِ فَتَذَروها كَالمُعَلَّقَةِ وَإِن تُصلِحوا وَتَتَّقوا فَإِنَّ اللَّهَ كانَ غَفورًا رَحيمًا"[۹]

احادیث مبارکہ ﷺ میں تعدّدِ ازواج سے متعلّق بیشتر احادیث مروی ہیں۔ طوالت کے خوف سے مشہور احادیث پیش نظر ہیں:

"عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍقَالَ قَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ هَلْ تَزَوَّجْتَ قُلْتُ لَاقَالَ فَتَزَوَّجْ فَإِنَّ خَيْرَ هَذِهِ الْأُمَّةِ أَكْثَرُهَا نِسَاءً"[۱۰]

ترجمہ: "آپ نے شادی کرلی ہے میں نے عرض کیا کہ نہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ شادی کرلو کیونکہ اس امت کے بہترین شخص جو تھے (یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) ان کی بہت سی بیویاں تھیں۔ بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے کہ اس امت میں اچھے وہی لوگ ہیں جن کی بہت عورتیں ہوں"۔

اسلام سے قبل خود عرب میں بھی چند زوجگی (Polygamy) کا رواج وسیع پیمانے پر تھا۔ روایت میں ہے کہ:

"عَنْ ابْنِ عُمَرَأَنَّ غَيْلَانَ بْنَ سَلَمَةَ الثَّقَفِيَّ أَسْلَمَ وَلَهُ عَشْرُ نِسْوَةٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَأَسْلَمْنَ مَعَهُ فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يتخَيرَ أَرْبَعًا مِنهُنَّ"[۱۱]

ترجمہ: "ابن عمر سے روایت ہے غیلان بن سلمہ ثقفی کی جاہلیت میں دس بیویاں تھیں جب انہوں نے اسلام قبول کیا تو وہ تمام بھی ان کے ساتھ اسلام لے آئیں تب نبی ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ وہ ان میں سے چار کا انتخاب کرلیں"

اس حدیث مبارکہ میں بے شمار نکاح کی ممانعت کرکے چار تک محدود کردیا گیا ہے۔

روایت ہے کہ:

"عن الحارث بن قيس قال أَسْلَمْتَ وعِنْدِىْ ثَمَان نِسْوَة فَذَكَرْتُ ذَلكَ لَلنَّبِيِ ﷺ فقَالَاِخْتَرْ مِنْهنَّ أَرْبَعا"[۱۲]

ترجمہ: "حارث بن قیسؓ کے اسلام قبول کرنے کے وقت آٹھ بیویاں تھیں نبی ﷺ نے حکم دیا چار کے سوا سب کو جدا کر دیں"۔ چنانچہ انہوں نے اس پر عمل کیا۔

نوفل بن معاویہ الرملیؓ بتاتے ہیں کہ قبول اسلام کے وقت میری پانچ بیویاں تھیں پھر میں نے اس کا تذکرہ محمد ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے حکم دیا: "فارق واحدة وأمسك أربعا"۔[۱۳] ترجمہ: "روکے رکھو چار کو اور ایک کو جدا کر دو"۔

مندرجہ بالا مشہور و معروف صحیح احادیث سے مندرجہ ذیل نکات سامنے آتے ہیں:

تعدّدِ ازواج کے متعلق صحاحِ ستہ اور دیگر احادیث کی کتب میں بے شمار روایات وارد ہیں۔ قابل احترام محدثین نے تعدّدِ ازواج کی افادیت واہمیت کو سراہتے ہوئے احادیث کی کتب میں تعدّدِ ازواج کے متعلق باقاعدہ ابواب بندی کی ہے اور ان احادیث کی روشنی میں ایک عاقل بالغ اور باشعور مرد کو ایک وقت چار شادیاں کرنے کی اجازت ہے۔

اِجماعِ اُمّت:

محمّد ﷺ کے دور سے لے کے اب تک امّت مسلمہ کا اس بات پر اجماع رہا ہے کہ مرد ایک سے زیادہ شادیاں کر سکتا ہے، جن کی ایک وقت میں آخری حد چار بیویوں کی ہے۔

ابو عبداللہ القرطبی[۱۴] لکھتے ہیں:

"وَهذا كُلِّهِ جَهْل باللسان وَالَّيْسَةَ ومُخَالَفَةِلإِجْمَاعِ الأُمَّةِ إِذْ لَمْ يُسْمَعْ عَنْ أَحَدْ مِنَ الصَحَابَة وِلَا التَابِعِيْنَ أَنَّهُ لَاجَمْعَ فِيْ عِصْمَتِه أَكْثَرَمِنْ أَرْبَعٍ"۔[۱۵]

"یہ تمام لغتِ عرب و سنت سے لاعلمی کی وجہ سے ہیں اور اُمت کے اِجماع کے مخالف ہیں کیونکہ نہ کسی صحابی سے سنا گیا ہے اور نہ کسی تابعی سے کہ اس نے اپنے حرم میں چار سے زائد بیویاں جمع کی ہوں"۔

شمس الدّین السرخسی[۱۶] لکھتے ہیں:

"وَلَمْ يُنْقَلْ عَنْ أَحَدٍ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا بَعْدَهُ إِلَى يوْمِنَا هَذَا أَنَّهُ جَمَعَ بيْنَ أَكْثَرَ مِنْ أَرْبَعِ نِسْوَةٍ نِكَاحًا"۔[۱۷]

"رسول اللہ کی زندگی میں کسی ایک سے بھی منقول نہیں ہے اور نہ ان کے بعد آج تک ثابت ہے کہ کسی نے چار سے زائد عورتوں کو نکاح میں جمع کیا ہو"۔

شمس الائمہ سرخسی بھی انہی لوگوں کے بارے میں فرمارہے ہیں جو اجتماع امت کے مخالف ہیں۔امام سرخسی کے بقول محمدّ ﷺ کی حیات مبارک میں جب چار سے زائد شادیوں سے منع کر دیا گیا تھا تو اس دور سے لے کر آج تک کسی سے ثابت نہیں ہے کہ کوئی بھی اس اجماع کے خلاف چلا ہو۔

حافظ ابن حجر عسقلانی[۱۸] لکھتے ہیں:

"أَمَّا حكْمُ التَرْجَمَةِ فَبِالإِجْمَاعِ إلاَّ قَوْلُ مَنْ لَا يُعْتَدُّ بِخَلَافِه مِنْ رَافِضِيٍّ وَنَحْوِهِ"[۱۹]

امام خازنؒ[۲۰] لکھتے ہیں:

"وأَجْمَعَتْ الأُمَّةُ عَلٰى أَنَّه لَايَجُوزُ لِأَحدٍ أَنْ يَزِيْدَ عَلٰى أَرْبَعِ نِسْوَةٍ"[۲۱]

ترجمہ: "اور اُمت کا اس امر پر اجماع ہے کہ کسی کو جائز نہیں کہ وہ چار عورتوں سے زائد رکھے۔"

مذکورہ بالا تمام حوالہ جات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ کچھ اہل علم کا کہنا ہے کہ مرد کو ایک وقت میں نو شادیاں کرنے کی اجازت ہے، اس پر اختلاف رائے ہے جبکہ مرد کو ایک وقت میں چار شادیاں کرنے پر تمام امّت محمدی ﷺ کا اجماع ہے اور وہ اس پر متفق ہے اور کسی حد تک عمل پیرا بھی ہے۔

اقوامِ عالم اور تعدّدِ ازدواج:

انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کے مطابق مشہور ماہر انسانیات جارج مرڈاک (Murdock) کی رپورٹ ۱۹۴۹ء کے مطابق دنیا کی ۵۵۴ قوموں میں سے ۴۱۵ میں تعدّدِ ازدواج کا رواج پایا جاتا ہے۔[۲۲] جارج مرڈاک کی ہی ایک اور رپورٹ کے مطابق ۲۵۰ تہذیبوں یا معاشروں میں سے ۱۹۳ میں تعدّدِ ازدواج (Poly Gamy) کا رواج پایا گیا ہے۔[۲۳] مذاہب عالم کی تاریخ اور ذخیرۂ کتب اس حقیقت پر شاہد عدل ہیں کہ تعدّدِ ازدواج تمام مذاہب میں خواہ وہ الہامی ہوں یا غیر الہامی، ہمیشہ رائج اور جائز رہا ہے۔ اسے صرف اسلام یا پیغمبرِ اسلام کی طرف منسوب کر کے دینِ اسلام اور محمّد صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن عفت و عصمت کو ہدف تنقید بنانا واقعیت کی تکذیب ہے۔

عصر حاضر کے تناظر میں تعدّدِ ازدواج کا تجزیاتی مطالعہ:

موجودہ پاکستانی معاشرے میں تعدّدِ ازدواج کے بارے عوام النّاس کی رائے بہت زیادہ بدل چکی ہے جس کے معاشرے پر بے شمار اثرات رونما ہوئے ہیں۔ تعدّدِ ازدواج کو معاشرہ قبول نہیں کرتا جس کی بے شمار وجوہات ہیں۔ معاشرہ تعدّدِ ازدواج کو مثبت کی بجائے منفی لیتا ہے۔ زیرِ مطالعہ مضمون میں اسلام کے تصور تعدّدِ ازدواج اور عصرِ حاضر میں اسلام کے اس حکم کے راستے میں حائل رکاوٹوں میں ایک اہم رکاوٹ خاندان ہے۔ محققّہ کی تحقیق اس انتہائی اہم اور توجہ طلب نقطہ کی طرف توجہ دلائے گی۔ جس کے لیے جنوبی پنجاب کے دو شہروں بہاولپور ڈویژن اور خاص طور پر تحصیل لیاقت پور سے امیدواروں کی رائے لی گئی ہے۔ اس رکاوٹ کے اسباب کے بارے میں عوام النّاس کی رائے لی گئی ہے جو کہ سوالنامہ کی صورت میں ہے۔ سوالنامے میں
امیدواروں (Participants) سے سوالات کا آغاز ان کی عمر، پیشہ، رہائش، تعلیم، جنس، ازدواجی حیثیت اور مرد کی صورت میں ازواج کی تعداد سے کیا گیا ہے۔ نمونہ کا سائز لوگوں کی تعداد بتاتا ہے جن سے مواد اکٹھا کیا ہوتا ہے، اس تحقیقی کام (Research Work) کا سائز ۱۷۵ افراد پر مشتمل ہے۔ سروے بتائے گا کہ خاندان تعدّدِ ازدواج میں کس طرح رکاوٹیں ڈالتا ہے؟ نیز ان رکاوٹوں کا حل قرآن و حدیث سے پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ سروے کے نتائج کو اگلے صفحہ پر گراف کی شکل میں پیش کیا گیا ہے۔

تعدّد ازواج میں خاندان کی طرف سے پیش آمدہ رکاوٹوں کے سروے کے نتائج

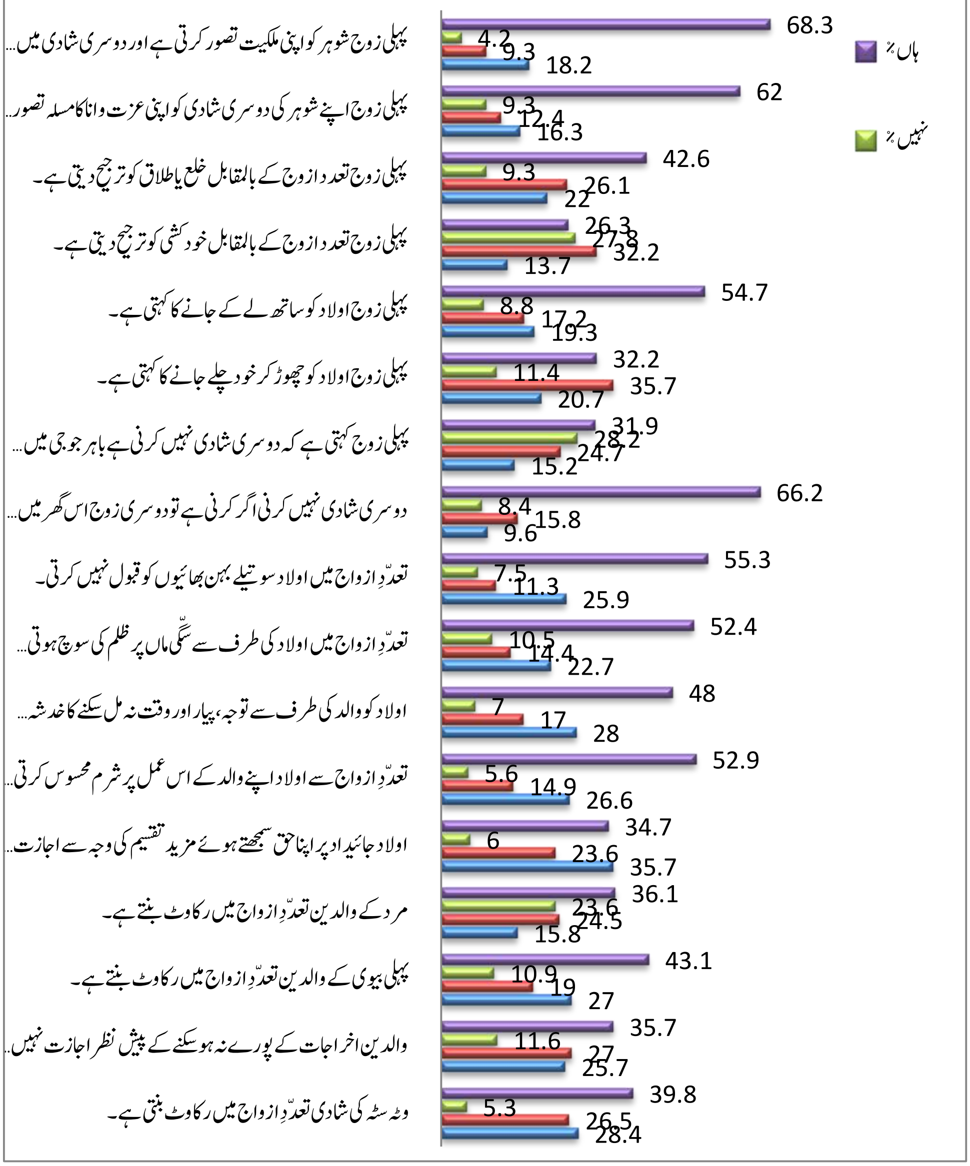

سروے کے نتائج کے مطابق تعدّدِ ازواج میں خاندان کی طرف سے پیش آمدہ رکاوٹوں میں سب سے بڑی دو رکاوٹیں سامنے آئیں ہیں۔ایک سب سے بڑی رکاوٹ زوجہ اوّل ہے اور دوسری بڑی رکاوٹ پہلی اولاد ہے۔باقی رکاوٹیں ثانوی درجہ رکھتی ہیں لہٰذا ان دو بڑی اور اہم رکاوٹوں کا حل قرآن وحدیث کی روشنی میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے:

تعدّدِ ازواج میں پہلی زوجہ کی طرف سے پیش آمدہ رکاوٹوں کا حل قرآن وحدیث کی روشنی میں:

سروے سے ثابت ہوا کہ خاندان کی طرف سے پہلی زوج سب سے بڑی اور اہم رکاوٹ ہے۔ پہلی زوج شوہر کو اپنی ملکیت تصور کرتی ہے اور دوسری شادی میں رکاوٹ بنتی ہے، دوسری شادی کو اپنی عزت و انا کا مسلہ تصور کرتی ہے، تعدد ازوج کے بالمقابل خلع / طلاق یا خودکشی کو کو ترجیح دیتی ہے، پہلی زوج اولاد کو ساتھ لے کے جانے کا کہتی ہے، کبھی اولاد کو چھوڑ کر خود چلے جانے کا کہتی ہے، پہلی زوج کی طرف یہ بات بھی آتی ہے کہ دوسری شادی نہیں کرنی ہے باہر جو جی میں آئے کریں اوراگر دوسری شادی کرنی ہے تو دوسری زوج اس گھر میں نہ آئے۔ عورت کبھی نہیں برداشت کرتی کہ کوئی دوسری عورت اس کی سوتن بنے اور اس کے شوہر کی محبتوں اور خلوتوں میں کوئی اور نسوانی ذات شریک اور حصہ دار ٹھہرے۔ یہ تصور اور یہ سوچ عورت کی فطرت میں ودیعت رکھی گئی ہے۔اور یہ چیز ایسی ہے کہ کوئی عورت اس سے مستثنیٰ نہیں ہے۔ ازواج مطہرات میں بھی بعض دفعہ ایسی صورت حال پیدا ہوئی ہے۔ جیسا کہ سورہ تحریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ تَبْتَغِي مَرْضَاتَ أَزْوَاجِكَ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ قَدْ فَرَضَ اللَّهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ أَيْمَانِكُمْ وَاللَّهُ مَوْلَاكُمْ وَهُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ"[۲۴]

ترجمہ: "اے نبیؐ تم کیوں اُس چیز کو حرام کرتے ہو جو اللہ نے تمہارے لیے حلال کی ہے تم اپنی بیویوں کی خوشی چاہتے ہو اللہ معاف کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے اللہ نے تم لوگوں کے لیے اپنی قسموں کی پابندی سے نکلنے کا طریقہ مقرر کر دیا ہے اللہ تمہارا مولیٰ ہے اور وہی علیم و حکیم ہے"۔

حدیث مبارکہ ﷺ میں اس کی تفسیر اس طرح منقول ہے:۔

"عبید بن عمیر نے خبر دی کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا، وہ بتا رہی تھیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ہاں ٹھہرتے اور ان کے پاس سے شہد نوش فرماتے تھے: کہا: میں اور حفصہ رضی اللہ عنہا نے اتفاق کیا کہ ہم میں سے جس کے پاس بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم (پہلے) تشریف لائیں، وہ کہے: مجھے آپ سے مغافیر کی بو محسوس ہو رہی ہے۔ کیا آپ نے مغافیر کھائی ہے؟ آپ ان میں سے ایک کے پاس تشریف لے گئے تو انہوں نے آپ کے سامنے یہی بات کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلکہ میں نے زینب بنت جحش کے ہاں سے شہد پیا ہے۔ اور آئندہ ہرگز نہیں پیوں گا۔ اس پر (قرآن) نازل ہوا: آپ کیوں حرام ٹھہراتے ہیں جو اللہ نے آپ کے لیے حلال کیا ہے اس فرمان تک: اگر تم دونوں توبہ کرو یہ عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما کے لیے کہا گیا۔۔ اور جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کسی بیوی سے راز کی بات کہی اس سے مراد (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان) ہے: بلکہ میں نے شہد پیا ہے"۔ [۲۵]

عورتوں کے متعلّق ایک موقع پر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ فَإِنَّ الْمَرْأَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ وَإِنَّ أَعْوَجَ شَيْءٍ فِي الضِّلَعِ أَعْلَاهُ ، فَإِنْ ذَهَبْتَ تُقِيمُهُ كَسَرْتَهُ ، وَإِنْ تَرَكْتَهُ لَمْ يَزَلْ أَعْوَجَ فَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ"۔ [۲۶]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "عورتوں کے بارے میں میری وصیت کا ہمیشہ خیال رکھنا کیونکہ عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے پسلی میں بھی سب سے زیادہ ٹیڑھا اوپر کا حصہ ہوتا ہے اگر کوئی شخص اسے بالکل سیدھی کرنے کی کوشش کرے تو انجام کار توڑ کے رہے گا اور اگر اسے وہ یونہی چھوڑ دے گا تو پھر ہمیشہ ٹیڑھی ہی رہ جائے گی پس عورتوں کے بارے میں میری نصیحت مانو عورتوں سے اچھا سلوک کرو"۔

لہٰذا یہ تو ممکن نہیں ہے کہ عورتوں کے اس مزاج کو یکسر تبدیل کر دیا جائے۔ تاہم اسی حدیث کے آخری جملے سے سدھار کے لئے رہنمائی ملتی ہے کہ (فَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ) "عورتوں سے اچھا سلوک کرو"۔

چنانچہ بنیادی سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ دوسری شادی کے لئے زوجہ اوّل کا راضی نہ ہونا، شوہر کو اس کی اجازت نہ دینا، اور دوسری شادی کی صورت میں طلاق کا مطالبہ کرنا یا گھریلو زندگی کو اجیرن کر دینا یا کوئی انتہائی اقدام کرنا وغیرہ، اس کی وجوہات کیا ہوتی ہیں؟ آخر عورت یہ طرز عمل کیوں اختیار کرتی ہے؟ اس میں صرف عورت کے مزاج کو ہی قصور وار اور اس کی فطرت کو ہی ذمہ دار نہیں ٹھہرایا جاسکتا۔ بلکہ اس میں مرد حضرات برابر کے شریک ہوتے ہیں۔ کیونکہ مشاہدہ یہی ہے کہ عموماً مرد دوسری شادی کر لینے کے بعد زوجہ اوّل کو نظر انداز کر دیتے ہیں اور بری طرح پہلی بیوی کے تمام طرح کے حقوق کو پامال کرتے ہیں اور گویا ان کے ہاں پہلی بیوی کو اس دنیا میں کسی قسم کی کوئی خواہش نہیں رہتی، نہ جنسی خواہش، نہ مالی ضروریات اور نہ رہن سہن کے حوالے سے دیگر ضرویات اور تعیشات کی ضرورت کا احساس رہتا ہے۔ یہی وہ خوف اور احساس ظلم و زیادتی ہے جو عورتوں کو شوہروں کی دوسری شادی کی صورت میں انہیں دامن گیر رہتا ہے۔ لہٰذا سب سے پہلے مردوں کو اپنے حقوق سے پہلے اپنے فرائض اور اپنی ذمہ داریوں کا علم ہونا ضروری ہے، اور اپنے ذمہ بیویوں کے حقوق کی ادائیگی کو یقینی بنانا ہوگا، پھر اس کے بعد ہی کوئی تدبیر کارگر ثابت ہوسکے گی۔ چنانچہ وہ کون سے احکام ہیں جو متعدد بیویوں کی صورت میں شوہر پر لاگو ہوتے ہیں۔ ان کا جائزہ لینا ضروری ہے۔

ایک سے زائد بیویوں کی صورت میں مساوی حقوق اور فقہاء کی آراء:

فقہاء کرام رحمہ اللہ اجمعین نے زندگی کے ہر شعبہ کی طرح عائلی زندگی میں تعدّدِ ازواج کے اہم شعبہ کی طرف بھی ہماری رہنمائی فرمائی ہے۔ چند ایک فقہاء کی رائے پیش خدمت ہے:

امام شافعی رحمتہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

"سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ثابت ہے اور مسلمان علماء کرام بھی اس پر ہیں کہ آدمی کو اپنی بیویوں کے مابین دن اور رات کی تعداد کو تقسیم کر کے باری مقرر کرنی چاہیے، اوراس میں اسے ان سب کے مابین عدل وانصاف سے کام لینا چاہیے"۔[۲۷]

اور **امام بغوی** رحمتہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

"اگر مرد کے پاس ایک سے زیادہ بیویاں ہوں اور وہ آزاد عورتیں ہیں توان کے درمیان تقسیم میں برابری کرنا واجب ہے چاہے وہ بیویاں مسلمان ہوں یا پھر کتابی، اور اگر وہ تقسیم میں برابری اور انصاف کو ترک کرتا ہے تو اس نے اللہ تعالی کی معصیت کا ارتکاب کیا، اوراس پر واجب ہے کہ وہ مظلوم بیوی کا حق ادا کرنے کے لیے قضا کرے"۔[۲۸]

شیخ الاسلام **ابن تیمیہ** رحمتہ اللہ تعالی کا کہنا ہے:

"مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے کہ خاوند پر واجب اور ضروری ہے کہ وہ اپنی بیویوں کے مابین عدل وانصاف کرے"[۲۹]

اس بنا پر خاوند کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالی کا تقویٰ اور ڈر اختیار کرتے ہوئے تقسیم میں عدل وانصاف اور برابری سے کام لے۔ بیوی کے ذمہ بھی یہ ہے کہ وہ اپنے خاوند کو اس فعل میں شرعی حکم بتائے اوراس کے فعل پر جو کچھ وعید بیان ہوئی ہے اس کو اچھے اور احسن انداز اور حکمت کے ساتھ خاوند کے سامنے رکھے۔ یہ سب کچھ ان شاء اللہ علیحدگی اور جدائی سے بہتر ثابت ہو گا۔

زوجین کے حقوق:

شریعت میں مرد تعدّد ازواج کی صورت میں زوجین کے حقوق ادا کرنے کا پابند ہے جو کہ درج ذیل ہیں:۔

پہلا حق: دونوں بیویوں میں عدل قائم کر سکے۔

اس کی دلیل اللہ کا یہ فرمان ہے: "**فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً**"۔[۳۰]

ترجمہ:"یعنی اگر تمہیں عدل نہ کرسکنے کا خوف ہو تو ایک ہی کافی ہے"۔

صحیح بخاری میں روایت ہے:

"عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَعَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا كَانَ عِنْدَ الرَّجُلِ امْرَأَتَانِ فَلَمْ يَعْدِلْ بَيْنَهُمَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَشِقُّهُ سَاقِطٌ"[۳۱]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"جب کسی شخص کے پاس دو بیویاں ہوں اور ان کے درمیان انصاف سے کام نہ لے تو وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کا ایک پہلو جھکا ہوا ہو گا"

ابو داؤد کی روایت میں بھی ملتے جلتے الفاظ کے ساتھ یہ حدیث موجود ہے،

"مَنْ كَانَتْ لَهُ امْرَأَتَانِ فَمَالَ إِلَى إِحْدَاهُمَا، جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَشِقُّهُ مَائِلٌ"[۳۲]

دوسرا حق: دونوں بیوی کو کھلانے کی طاقت ہو۔

اللہ کا فرمان ہے:

"وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ نِكَاحًا حَتَّى يُغْنِيَهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِه"[۳۳]

ترجمہ:"اوران لوگوں کو پاکدامن رہنا چاہیے جو اپنا نکاح کرنے کی طاقت نہیں رکھتے حتی کہ اللہ تعالی انہیں اپنے فضل سے مالدار کردے"۔

تیسرا حق: مرد میں ایک سے زائد عورت کے لئے قوت مردانگی موجود ہو۔

نبی ﷺ کا فرمان ہے:

"عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِوَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ"[۳۴]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کی، کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا:" اے جوانوں کی جماعت تم میں سے جو شادی کرنے کی استطاعت رکھتا ہو وہ شادی کرلے یہ نگاہوں کو جھکانے اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے میں بڑھ کر ہے اور جو

استطاعت نہ پائے وہ خود پر روزے کو لازم کرلے، یہ اس کے لیے اس کی خواہش کو قطع کرنے والا ہے"۔

مذکورہ بالا شرائط کے تحقّق کے بغیر جو لوگ دوسری شادی کے لئے قدم اٹھائیں ان کا یہ فعل شریعت کی رو سے ناجائز اور حرام ہے۔

دوسری شادی کے بعض حقوق وآداب:

۱. دونوں بیویوں کے لئے یکساں کھانے، رہائش اور کپڑے کا بندوبست کرے۔[۳۵]

۲. بیویوں درمیان رات بسر کرنے کے لئے باری متعین کرے۔

حدیث سے یہ بات ثابت ہے کہ:

"عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا تَزَوَّجَ أُمَّ سَلَمَةَ أَقَامَ عِنْدَهَا ثَلَاثًاوَقَالَ إِنَّهُ لَيْسَ بِكِ عَلَى أَهْلِكِ هَوَانٌ إِنْ شِئْتِ سَبَّعْتُ لَكِ وَإِنْ سَبَّعْتُ لَكِ سَبَّعْتُ لِنِسَائِ"[۳۶]

ترجمہ: ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی تو ان کے ہاں تین دن قیام کیا اور فرمایا: "اپنے اہل شوہر کے نزدیک تمہاری قدر و منزلت میں کسی طرح کی کمی نہیں اگر تم چاہو تو میں تمہارے پاس قیام کے لیے سات دن رکھ لیتا ہوں اور اگر میں نے تمہارے ہاں سات دن قیام کیا تو اپنی ساری بیویوں کے ہاں سات سات دن قیام کروں گا"۔

۳. اسی طرح سفر پہ جانے کے لئے بیوی کے نام سے قرعہ ڈالے جس کا نام آئے اسے سفر پہ لے جائے۔

حضرت عروہؓ سے روایت ہے:

"عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا سَافَرَ أَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهِ"[۳۷]

ترجمہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر پر جاتے تو اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ اندازی کرتے"۔

۱. ایک بیوی کو دوسری بیوی کے سامنے نہ ڈانٹ ڈپٹ کرے نہ مارے۔
۲. اور نہ ہی ان میں یا ان کے اولاد کے مابین کسی قسم کی تفریق کرے۔

تاہم مرد کے لئے جائز ہے کہ ایک ہی رات میں ایک سے زائد بیوی سے جماع کرے، یہ رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے۔ انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں:

"كان النبيُّ صلَّى اللهُ عليه وسلَّم يَدورُعلى نسائِه في الساعة الواحدةِ منَ الليلِ والنهارِوهنَّ إحدى عشْرَةَقال قلتُ لأنسٍ أوَ كان يُطيقُه قال كنا نتحدَّثُ أنه أُعطِيَ قوةَ ثلاثينَ"[۳۸]

ترجمہ: "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دن اور رات کے ایک ہی وقت میں اپنی تمام ازواج مطہرات کے پاس گئے اور یہ گیارہ تھیں راوی نے کہا میں نے انس سے پوچھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طاقت رکھتے تھے تو انہوں نے کہا ہم آپس میں کہا کرتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تیس مردوں کے برابر طاقت دی گئی ہے"۔

مضمون کی طوالت کے پیش نظر تفصیل سے پرہیز کیا گیا ہے اور آپ کی خدمت میں چند اہم نکات مختصراً پیش کرتی ہوں:

۱. **دوسری شادی کے لئے پہلی بیوی سے اجازت:** قرآن وحدیث میں پہلی بیوی سے اجازت طلبی کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ ہاں اگر کوئی شخص بطور احسان پہلی بیوی سے پوچھ لیتا ہے یا اس کو دوسری شادی کی اطلاع دیتا ہے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

۲. **پہلی بیوی سے دوسری شادی چھپانا:** علماء نے تنازعات سے بچنے کے لیے دوسری شادی کو پہلی بیوی سے چھپانا جائز قرار دیا ہے۔ اس صورت میں دوسری شادی کو چھپانا اتنا بڑا معاملہ نہیں ہے جتنا بڑا معاملہ دوسری شادی کے حکم کو حقیر و ظلم سمجھنا ہے۔

۳. **دوسری شادی پر پہلی بیوی کا مطالبہ طلاق:** کسی بھی عورت کا ایسا مطالبہ کرنا جائز نہیں بلکہ اللہ اور اس رسول کے حکم کی نافرمانی ہے۔

نبی ﷺ کا فرمان ہے:

"لايحِلُّ لامرأةٍ تسألُ طلاقَ أختِهالِتَستفرِغَ صَحفتَهافإنَّمالهاماقُدِّرَلها" [۳۹]

ترجمہ: "کسی بھی عورت کے لیے حلال نہیں کہ اپنی بہن کی طلاق کا مطالبہ کرے تاکہ اس کے برتن کو فارغ کر کے خود نکاح کرلے، بلکہ اس کے مقدر میں جو کچھ ہے وہ اسے ملے گا"۔

لہٰذا عورتوں کو صبر سے کام لینا چاہیے اور اپنے نفس کو شریعت کا پابند بنانا چاہیے۔ آپ یہ سوچیں کہ اگر آپ بیوہ یا مطلقہ ہوتیں اور آپ سے کوئی مرد شادی کرتا تو خوش ہوتیں یا غمگین؟ یہ شیطان ہے جو لوگوں کے دلوں سے الفت کو دور کرتا ہے اور اختلاف کا وسوسہ ڈالتا رہتا ہے تو ہمیں سوتنوں سے نہیں شیطان سے مقابلہ کرنا ہے۔

۴. **ذہن سازی:** شوہر کو سمجھداری اور محبت سے بیوی کے ساتھ ساتھ اپنے رشتہ داروں کی بھی کچھ وقت تک ذہن سازی کرنے کی ضرورت ہے۔ خاوند کو چاہیے کہ بیوی کو تعدّدِ ازواج کے حکم خداوندی کی اہمیت وضرورت کی آگاہی دے اور تعدّدِ ازواج کی حکمتیں اور فوائد اس کے علم میں لائے۔ مثلاً: پہلا فائدہ یہ ہے کہ اس کے شوہر کی نظریں اور اس کے خیالات کسی غیر عورت کی طرف متوجہ نہیں ہونگے۔ اپنے شوہر کو پاکدامن رکھنے کا یہ نہایت پاکیزہ طریقہ ہے کہ اسے شادی کی اجازت دے دی جائے جس میں دونوں کے لئے دنیا وآخرت میں امن وسلامتی ہے۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ ایک گھر کے کام کاج دو افراد پر تقسیم ہو جاتے ہیں۔ دونوں بیویاں باہم شیر وشکر ہو جائیں تو گھر جنت کا ماحول پیش کر سکتا ہے۔

تعدّدِ ازواج کی افادیت عورت کے لئے:

دوسری شادی مردوں سے زیادہ عورتوں کے حق میں مفید ہے۔ نکاح کے بعد اگر بیوی دائم المرض اور صاحب فراش ہو جائے، نسوانی امراض جس میں طبی اخلاقیات ازدواجی تعلق قائم کرنے کی اجازت نہیں دیتے اور بیوی کے بانجھ ہونے کی صورت میں شوہر اولاد سے محروم رہتا ہے۔ مرد کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ وہ اپنی

بیمار بیوی کو طلاق دے تا کہ وہ دوسرا نکاح کر کے اپنی فطری ضرورت کی تکمیل کرے۔ ظاہر ہے کہ یہ صورت خود عورت کے لئے نقصان دہ ہے، وہ ایسے وقت میں شوہر کے سہارے اور رفاقت واعانت سے محروم ہو جاتی ہے جبکہ وہ اپنی بیماری کی وجہ سے اس کی زیادہ مستحق ہے۔ اور یہ چیز انسانی ہمدردی کے بھی خلاف ہے کہ ایسے نازک وقت میں اسے طلاق دے کر رخصت کر دیا جائے۔

عورتوں کی تعداد مردوں سے زیادہ ہے تو خود عورتوں کی ضرورت اس کی متقاضی ہے کہ مردوں کو ایک سے زیادہ شادیوں کی اجازت دی جائے۔ ورنہ عورتوں کی شادی کا مسئلہ کیسے حل ہو گا اور ان کے فطری تقاضے کیوں کر پورے ہوں گے ؟ اس کے علاوہ ہر سماج میں بیوہ، مطلقہ، غریب، یتیم، بدصورت، بے سہارا اور نادار عورتوں کی ایک تعداد ہوتی ہے جن کی معاشی کفالت کرنے والا کوئی نہیں ہوتا۔ ایسی عورتوں کے لئے غیر شادی شدہ مردوں کا ملنا دشوار ہوتا ہے، کیونکہ پہلی شادی کرنے والوں کی نظر میں حسن وجمال اور دولت وثروت ہوتی ہے لیکن دوسری شادی کے وقت عموماً سماجی مصالح اور گھریلو ضروریات پیش نظر ہوتی ہیں۔ اب جو شادی شدہ مرد از راہ ہمدردی یا اپنی نجی ضرورت کی خاطر اس سماجی خدمت کے لئے اپنے آپ کو پیش کریں وہ بڑے محسن ہیں اور سماج کی طرف سے ہمت افزائی اور انعام واکرام کے مستحق ہیں کہ محض خیر خواہی اور سماجی خدمت کے جذبہ سے نئی ازدواجی ذمہ داریوں کا بوجھ اپنے سر اٹھا رہے ہیں۔ ظاہر ہے کہ تعدّدِ ازواج کی یہ صورت بھی عورتوں ہی کے مفاد کے لئے ہے کہ اس طرح انہیں شوہر، گھر بار اور دیگر ازدواجی حقوق ملیں گے اور سماج میں عزت کا مقام حاصل ہو گا۔ اسی طرح ان تمام صورتوں میں تعدّدِ ازواج کا قانون مردوں سے زیادہ عورتوں کے حق میں مفید ہے اور اس میں ان کے مستقبل ومفاد کا تحفظ ہے۔

سوتن کے ساتھ تعلقات:

عورت کے لیے دنیا کی سب سے تلخ چیز ایک سوتن کا وجود ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا ایک سے لے کر آٹھ آٹھ سوتنوں تک ایک ساتھ رہی ہیں تاہم آپس میل جول اور تعلقات میں کوئی فرق نہیں تھا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہا کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی اسباب سے متعلق اوقات میں دس نکاح کیے ان

میں سے امّ المساکین حضرت زینب رضی اللہ تعالی عنہا جن سے ۳ہجری میں نکاح ہوا تھا صرف دو تین مہینے زندہ رہیں باقی نو بیویاں آپ کی وفات تک زندہ تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر حضرت عائشہ سے ان کا ذکر خیر کیا کرتے وہ خود بیان کرتی ہیں:

"عَنْ عَائِشَةَرَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ مَاغِرْتُ عَلَى امْرَأَةٍ مَاغِرْتُ عَلَى خَدِيجَةَ وَلَقَدْ هَلَكَتْ قَبْلَ أَنْ يَتَزَوَّجَنِي بِثَلَاثِ سِنِينَ لِمَاكُنْتُ أَسْمَعُهُ يَذْكُرُهَا وَلَقَدْ أَمَرَهُ رَبُّهُ أَنْ يُبَشِّرَهَابِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ وَإِنْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَذْبَحُ الشَّاةَ ثُمَّ يُهْدِي فِي خُلَّتِهَا مِنْهَا"[۴۰]

ترجمہ: "حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ: مجھے کسی عورت پر اتنا رشک نہیں آتا تھا جتنا خدیجہ رضی اللہ عنہا پر آتا تھا حالانکہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجھ سے شادی سے تین سال پہلے وفات پاچکی تھیں رشک کی وجہ یہ تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو میں کثرت سے ان کا ذکر کرتے سنتی تھی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے رب نے حکم دیا تھا کہ خدیجہ کو جنت میں ایک خولدار موتیوں کے گھر کی خوشخبری سنا دیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی بکری ذبح کرتے پھر اس میں سے خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کو حصہ بھیجتے تھے"۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا اور حضرت سودہ رضی اللہ تعالی عنہا آگے پیچھے ایک ساتھ نکاح میں آئیں۔ جبکہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا تقریباً نکاح کے بعد ساڑھے تین برس تک میکہ ہی میں رہیں۔ اس بناء پر اس عرصہ میں عملاً حضرت سودہ رضی اللہ تعالی عنہا گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تنہا بیوی تھیں۔ ایک ہجری میں جب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہ رخصت ہو کر آئیں تو حضرت سودہ رضی اللہ تعالی عنہا سوکن موجود تھیں ان حالات میں عموماً ایک دوسرے کو اپنے حق میں خلّل انداز تصوّر کر سکتی تھیں۔ لیکن نتائج اس قیاس طبعی کے بالکل برخلاف ہیں تمام واقعات باہمی اتحاد و موانست کے مؤید ہیں۔ اکثر خانگی مشوروں میں وہ حضرت عائشہ کی رفیق تھیں۔[۴۱]

"عَنْ عَائِشَةَقَالَتْ مَارَأَيْتُ امْرَأَةًأَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أَكُونَ فِي مِسْلَاخِهَامِنْ سَوْدَةَبِنْتِ زَمْعَةَمِنِ امْرَأَةٍفِيهَاحِدَّةٌقَالَتْ فَلَمَّا كَبِرَتْ جَعَلَتْ يَوْمَهَامِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَائِشَةَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ قَدْ جَعَلْتُ يَوْمِي مِنْكَ لِعَائِشَةَ فَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقْسِمُ لِعَائِشَةَ يَوْمَيْنِ، يَوْمَهَا وَيَوْمَ سَوْدَةَ"[٤٢]

ترجمہ:"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا: میں نے کوئی عورت نہیں دیکھی جو مجھے سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کی نسبت زیادہ پسندیدہ ہو کہ میں اس کے پیکر میں ہوں ایک ایسی خاتون کی نسبت جن میں کچھ گرم مزاجی بھی تھی کہا جب وہ بوڑھی ہو گئیں تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنی باری کا دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے دیا انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول میں نے آپ کے ساتھ اپنی باری کا دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے دیا ہے اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ رضی اللہ عنہا کو دو دن دیتے ایک ان کا دن اور ایک حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا دن"۔

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالی عنہا۳ ہجری میں ازواج میں داخل ہوئیں۔ اس بنا پر تقریبا آٹھ برس حضرت عائشہ کے ساتھ رہیں۔ عقل و فہم میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہ کے بعد حضرت ام سلمہ تمام بیویوں میں ممتاز تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی قدر فرماتے تھے، تاہم ایک معمولی اتفاقی واقعہ کے سوا کوئی واقعہ ان کے باہمی اختلاف کا مذکور نہیں۔ حضرت جویریہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہما میں کسی قسم کا کوئی اختلاف نہیں ملتا البتہ وہ ان کے حسن و جمال کو دیکھ کر پہلے گھبرا اٹھی تھی کہ ان کے مقابلہ میں ان کا رتبہ کم نہ ہو جائے۔ لیکن آخر ان کا خیال غلط ثابت ہوا کہ ان کی قدر و منزلت کے اسباب ہی کچھ اور تھے اور اس کا تعلق ظاہری حسن سے کچھ نہ تھا۔

حضرت زینب رضی اللہ تعالی عنہا بنت جحش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی زاد بہن تھیں۔ خوددار اور مزاج کی تیز تھیں، چنانچہ اسی لئے ان کو پہلے شوہر سے مفارقت کرنی پڑی، اس کے علاوہ وہ رشتہ میں سب بیویوں سے زیادہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب تھیں۔ اسی وجہ سے وہ خود کو دوسروں سے زیادہ عزت کا مستحق سمجھتی تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کہتی ہیں کہ تمام بیبیوں میں یہی میرا مقابلہ کرتی تھیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے مروی ایک طویل روایت کا مختصر حصہ ملاحظہ کیجئے:

ترجمہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا انہوں نے کہا کہ یارسول اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات نے مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا ہے وہ چاہتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی میں انصاف کریں یعنی جتنی محبت ان سے رکھتے ہیں اتنی ہی اوروں سے رکھیں اور یہ امر اختیاری نہ تھا اور سب باتوں میں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم انصاف کرتے تھے اور میں خاموش تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے بیٹی کیا تو وہ نہیں چاہتی جو میں چاہوں وہ بولیں کہ یارسول اللہ میں تو وہی چاہتی ہوں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو عائشہ رضی اللہ عنہا سے محبت رکھ"۔[۴۳]

ایک اور روایت ہے:

"عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَاقَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْتَكِفُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ فَكُنْتُ أَضْرِبُ لَهُ خِبَاءً فَيُصَلِّي الصُّبْحَ ثُمَّ يَدْخُلُهُ فَاسْتَأْذَنَتْ حَفْصَةُ عَائِشَةَ أَنْ تَضْرِبَ خِبَاءً فَأَذِنَتْ لَهَافَضَرَبَتْ خِبَاءً فَلَمَّا رَأَتْهُ زَيْنَبُ ابْنَةُ جَحْشٍ ضَرَبَتْ خِبَاءً آخَرَ فَلَمَّا أَصْبَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى الْأَخْبِيَةَ فَقَالَ مَا هَذَا فَأُخْبِرَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آلْبِرَّ تُرَوْنَ بِهِنَّ فَتَرَكَ الِاعْتِكَافَ ذَلِكَ الشَّهْرَ ثُمَّ اعْتَكَفَ عَشْرًا مِنْ شَوَّالٍ"[٤٤]

ترجمہ:"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کیا کرتے تھے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مسجد میں ایک خیمہ لگا دیتی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز پڑھ کے اس میں چلے جاتے تھے پھر حفصہ رضی اللہ عنہا نے بھی عائشہ رضی اللہ عنہا سے خیمہ کھڑا کرنے کی اپنے اعتکاف کے لیے اجازت چاہی عائشہ رضی اللہ عنہا نے اجازت دے دی اور انہوں نے ایک خیمہ کھڑا کر لیا جب زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے دیکھا تو انہوں نے بھی اپنے لیے ایک خیمہ کھڑا کر لیا صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی خیمے دیکھے تو فرمایا یہ کیا ہے آپ کو ان کی حقیقت کی خبر دی گئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم سمجھتے ہو یہ خیمے ثواب کی نیت سے کھڑے کئے گئے ہیں پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مہینہ کا اعتکاف چھوڑ دیا اور شوال کے عشرہ کا اعتکاف کیا"۔

لیکن جب یہی حضرت زینب رضی اللہ تعالی عنہا جب حلقہ ازواج میں داخل ہوئی تھی تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبارک دی تھی۔

مندرجہ بالا واقعات سے یہ قیاس نہیں کرنا چاہیے کہ امہات المومنین کے دل آپس میں صاف نہ تھے۔ یہ ایک فطری عمل ہے کہ جہاں چند انسان ایک جگہ رہتے ہیں ان میں موافقات اور میل ملاپ ہونا ممکن ہے اور کبھی کبھی حقیقت میں یا غلط فہمی سے وقتی اور فوری رنجش پیدا ہو جاتی ہے۔ خاص کر جہاں سوتنوں کا مجمع ہو، وہاں مختلف واقعات پر کبھی کبھی ناگواری کا پیدا ہونا عورت کی جنسی فطرت ہے۔ عورت کی طبعی خواہش ہے کہ اس کی محبت میں کوئی دوسرا شریک نہ ہوں۔ یہاں یہی چیز مفقود تھی کہ ایک ہی شمع کی سب پروانہ تھیں تاہم محبت کا ایک ہی چراغ سب کے سینوں میں جل رہا تھا، پھر بھی تمام جذبات کو پس پشت ڈال کر تمام سوکنوں نے لطف و مدارت کی بہترین مثال دی ہے۔

تعدّدِ ازواج میں پہلی اولاد کی طرف سے پیش آمدہ رکاوٹوں کا حل قرآن وحدیث کی روشنی میں:

سروے کے نتائج سے ثابت ہوا کہ تعدّدِ ازواج میں پہلی اولاد کی طرف سے والد کو دوسری شادی کی نہ اجازت نہ دینا دوسری شادی میں ایک بڑی رکاوٹ ہے۔ تعدّدِ ازواج میں اولاد سوتیلے بہن بھائیوں کو قبول نہیں کرتی، تعدّدِ ازواج میں اولاد کی طرف سے سگّی ماں پر ظلم کی سوچ ہوتی ہے۔ تعدّدِ ازواج سے اولاد کو والد کی طرف سے توجہ، پیار اور وقت نہ مل سکنے کا خدشہ لاحق ہوتا ہے اور تعدّدِ ازواج سے اولاد اپنے والد کے اس عمل پر شرم محسوس کرتی ہے۔ اور یہ ایک ایسی رکاوٹ ہے جس کے سامنے انسان عموماً بے بس ہو جاتا ہے، کیونکہ اولاد کے ساتھ انسان کا پیار و محبت کا ایسا تعلق اور رشتہ ہوتا ہے جو انسان کو اولاد کی بات تسلیم کرنے ہر مجبور کرتا ہے۔

تاہم اولاد کے طرف یہ مزاج اور روکاٹ کیوں ہوتی ہے؟ اس ساری صورت میں اولین فرض خود والد کا ہے کہ وہ اولاد کے حوالے سے اپنے فرائض و حقوق کو سمجھے اور ان کو ادا کرے اور مذکورہ بالا تینوں اسباب کا تدارک کرے:

- سب سے پہلے اولاد کے ذہن سے یہ خوفناک اندیشہ ء محرومی اور لاوارثی نکالے اور دوسری شادی کے بعد اولاد کو مساوی حقوق کی رسائی یقینی بنائے۔
- ثانیاً زوجہ ثانیہ کی بھی اس انداز میں تربیت کرے کہ وہ اس کی پہلی اولاد کو بھی اپنی ہی اولاد سمجھ کر اس کے اچھا برتاؤ اور مشفقانہ رویہ اپنائے۔
- اور پھر اولاد کی صحیح معنوں میں اسلامی خطوط پر تربیت کرے اور اسے اس بارے میں اسلامی ہدایات اور تعلیمات سے آگاہی دے۔

شریعت میں تربیت اولاد:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ بچوں سے پیار اور شفقت سے پیش آتے تھے، اور ہمیشہ بچوں کی تعلیم و تربیت کی تلقین فرماتے۔ تربیت میں سب سے پہلے روحانی تربیت ہے۔ قرآن میں ہے:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ"[۴۵]

ترجمہ: "اے ایمان والو تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اُس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں جس پر سخت دل مضبوط فرشتے مقرر ہیں جو اللہ کے کسی حکم کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم دیا جاتا ہے وہ اُس کو بجالاتے ہیں"۔

بعض اوقات تمام بچوں کے معاملات میں مساوات سے کام نہیں لیا جاتا۔ اکثر لڑکوں کو لڑکیوں پر فوقیت دی جاتی ہے جبکہ اکثر لڑکوں کے درمیان بھی تفریق کی جاتی ہے۔ اسلام اس تفریق کی نفی کرتا ہے۔ محمد ﷺ نے اس عمل کو ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا ہے اور تمام اولاد کو یکساں حقوق دینے کی تاکید کی ہے اور جو والدین بچوں کی بہترین تربیت کریں گے اور تمام بچوں میں مساوی سلوک رکھیں گے ان کو اجر و ثواب کی بشارت دی ہے۔

حضرت عائشہ سے ایک واقعہ مروی ہے کہ:

"عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَتِ امْرَأَةٌ مَعَهَا ابْنَتَانِ لَهَا تَسْأَلُ فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِي شَيْئًا غَيْرَ تَمْرَةٍ فَأَعْطَيْتُهَا إِيَّاهَا فَقَسَمَتْهَا بَيْنَ ابْنَتَيْهَا وَلَمْ تَأْكُلْ مِنْهَا ثُمَّ قَامَتْ فَخَرَجَتْ فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْنَا فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ مَنِ ابْتُلِيَ مِنْ هَذِهِ الْبَنَاتِ بِشَيْءٍ كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِنَ النَّارِ"[٤٦]

ترجمہ: "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک عورت میرے پاس آئی اور اس کے ہمراہ اس کی دو بیٹیاں تھیں اس نے میرے پاس ایک کھجور کے سوا کچھ نہ پایا تو میں نے اسے وہی دے دی پھر اس نے اسے اپنی بیٹیوں میں بانٹ دیا اور اس میں سے خود نہ کھایا پھر اٹھ کر باہر چلی گئی اس کے بعد نبی ﷺ گھر آئے اور میں نے آپ ﷺ کو بتایا تو آپ ﷺ نے فرمایا جو کوئی ان بیٹیوں کی آزمائش میں ڈالا گیا اور اس نے ان سے اچھا سلوک کیا تو وہ اس کے لیے آگ سے مقابلے میں رکاوٹ ثابت ہوں گی"۔

ایک اور حدیث مبارکہ ﷺ ملاحظہ فرمایئے:

ترجمہ: "وہ منبر پر بیان کر رہے تھے کہ میرے باپ نے مجھے ایک عطیہ دیا تو عمرہ بنت رواحہ رضی اللہ عنہا نعمان کی والدہ نے کہا کہ جب تک آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر گواہ

نہ بنائیں میں راضی نہیں ہو سکتی چنانچہ انہوں نے عرض کیا کہ عمرہ بنت رواحہ سے اپنے بیٹے کو میں نے ایک عطیہ دیا تو انہوں نے کہا کہ پہلے میں آپ کو اس پر گواہ بنالوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ اسی جیسا عطیہ تم نے اپنی تمام اولاد کو دیا ہے انہوں نے جواب دیا کہ نہیں اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان انصاف کو قائم رکھو چنانچہ وہ واپس ہوئے اور ہدیہ واپس لے لیا"۔[۴۷]

دوسری روایت میں ہے کہ:

"عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأَبِيهِ لَا تُشْهِدْنِي عَلَى جَوْرٍ"۔[۴۸]

ترجمہ:"حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے والد سے فرمایا مجھے ظلم پر گواہ مت بناؤ"۔

ان تمام مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ ہبہ میں (اپنی زندگی میں مال تقسیم کرنے میں) اولاد کے درمیان انصاف اور مساوات ضروری ہے۔

جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ:

"وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْهُمْ وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى بَيْتِ بَعْلِهَا وَوَلَدِهِ وَهِيَ مَسْئُولَةٌ عَنْهُمْ أَلَا فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ"[۴۹]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" اور ہر آدمی اپنے گھر والوں پر حاکم ہے اور اس سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال ہو گا اور عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کے بچوں پر حاکم ہے اس سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال ہو گا پس جان لو کہ تم میں سے ہر ایک حاکم ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھ ہو گی"۔

ایک اور روایت ہے:

"أَنّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا نَحَلَ وَالِدٌ وَلَدًا مِنْ نَحْلٍ أَفْضَلَ مِنْ أَدَبٍ حَسَنٍ"[50]

ترجمہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حسن ادب سے بہتر کسی باپ نے اپنے بیٹے کو تحفہ نہیں دیا"۔

روایت سے ثابت ہے کہ:

"قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مَوْلُودٍ إِلَّا يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ وَيُنَصِّرَانِهِ وَيُمَجِّسَانِهِ"[51]

ترجمہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر پیدا ہونے والا بچہ فطرت اللہ پر ایمان اور اچھائی کی محبت پر پیدا ہوتا ہے، پھر اس کے ماں باپ اس کو یہودی نصرانی اور مجوسی بنا دیتے ہیں"۔

اولاد کی مناسب اور اسلامی تربیت کا فائدہ نہ صرف انسان کو زندگی میں ہوتا ہے بلکہ آخرت میں بھی انسان کے لئے نفع رساں ہوتی ہے۔ حدیث مبارکہ میں ارشاد ہے:

"عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَإِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ أَوْوَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ"۔[52]

ترجمہ: "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب انسان فوت ہو جائے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے سوائے تین اعمال کے صدقہ جاریہ یا ایسا علم جس سے فائدہ اٹھایا جائے یا نیک بیٹا جو اس کے لیے دعا کرے"۔

درج بالا حدیث میں انسان کا اس فانی دنیا سے انتقال کے بعد کے اعمال کا ذکر کیا گیا ہے۔ چونکہ مرنے کے بعد انسان عمل کرنے سے قاصر ہوتا ہے لیکن نیک اولاد اور خاص کر نیک بیٹا دنیا میں جو بھی نیک اعمال کرتا ہے وہ والدین کے لیے صدقہ جاریہ بنتا رہتا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اولاد کی بہترین تربیت کا پھل والدین کو دونوں جہانوں ملتا ہے۔

خلاصۂ بحث:

تعدّدِ ازواج اسلامی شریعت کے مسلّمہ اصولوں میں سے ایک ہے یہ آج سے رائج نہیں ہوا صدیوں سے اسلامی دنیامیں رائج ہے۔ کسی اصول کے جائز اور ناجائز ہونے کے بارے میں قرآن و حدیث اولین حوالے ہیں اور ان دو حوالوں سے اس اصول کا چند شرعی پابندیوں کے ساتھ جائز ہونا نہایت واضح ہے۔ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، تمام اکابر اور سلف صالحین کا اس پر عمل بھی سند کی حیثیت رکھتا ہے۔ تعدّدِ ازواج میں زیادہ تر رکاوٹیں قریبی رشتہ داروں کی طرف سے پیدا کی جاتیں ہیں اور ان رکاوٹوں کا اسلامی اور پاکستانی قانون سے کوئی خاص تعلق نہیں ہے۔ اگر قانونی رکاوٹ کی بات کی جائے تو ایک ہی رکاوٹ نظر آتی ہے کہ مرد دوسری شادی کرنے سے پہلے پہلی زوجہ سے تحریری اجازت لے۔ اس کے علاوہ پہلی زوج، پہلی اولاد، والدین اور معاشرے کی طرف سے جو رکاوٹیں پیدا کی جاتیں ہیں ان کا کوئی قانونی جواز نہیں بنتا ہے۔ ان رکاوٹوں کی بڑی وجہ ہندوانہ رسم ورواج کی باقیات کا موجود ہونا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اسلامی تعلیمات سے ناواقفیت اور انحراف ہے۔ تعدّدِ ازواج سے مردوں اور عورتوں دونوں کو فائدہ ملتا ہے۔ مرد وزن اگر اسلامی تعلیمات اور تمام اخلاقی تقاضوں کو پورا کریں تو معاشرہ تعدّدِ ازواج کو قابل عزت نگاہ سے دیکھے گا۔ تعدّدِ ازواج کے منفی پہلو بہت کم ہیں جبکہ مثبت پہلو بہت زیادہ ہیں۔ تعدّدِ ازواج کی شرط عدل و انصاف ہے۔ تعدّدِ ازواج سنجیدہ اور بااخلاق اور باکردار مرد وزن کے لیے ہے۔

تجاویز وشفارشات:

۱. ضرورت اس امر کی ہے کہ تعدّدِ ازواج کے مثبت پہلوؤں سے لوگوں کو روشناس کروایا جائے۔
۲. پہلی زوجہ اور پہلی اولاد کی بھی اسلامی تعلیمات کے مطابق ذہن سازی کی جانی چاہیے۔
۳. اس کے لیئے علماء اور میڈیا کو بہت کام کرنے کی ضرورت ہے۔
۴. علماء کرام کو چاہیے کہ ازدواجی زندگی سے متعلق عوام الناس کو اسلامی زندگی سے روشناس کروائیں۔

۵. ادیب، دانشوروں، اساتذہ، علماء کرام اور معاشرے کے تعلیم یافتہ افراد کو چاہیے کہ دوسری شادی کرنے والوں پر تنقید کو نا صرف رد کریں بلکہ ان کی حمایت کریں۔

۶. حکومت پاکستان کو اسلامی قانون کے مطابق تعدّدِ ازواج پر لگائی گئی پابندیاں ختم کرنی چاہیے۔

۷. حکومتی سطح پر متعدّد شادیوں کی صورت میں افراد کی معاشی کفالت اور وظائف دینے کی ضرورت ہے جیسا کہ سعودی عرب میں ہوتا ہے۔

۸. مرد حضرات تعدّدِ ازواج کے خواہش مند ہوتے ہیں اس لیے جب پہلی بیوی اجازت نہیں دیتی تو وہ اکثر معاشرتی برائیوں کی طرف چلے جاتے ہیں۔

۹. مردوں کی تربیت کرنے کی ضرورت ہے کہ وہ تعدّدِ ازواج کی سنت کو اپناتے ہوئے بے سہارہ، شوہر دیدہ اور بچوں والی خواتین سے نکاح کریں۔

حوالہ جات وحواشی

[۱] ابنِ منظور، محمّد بن مکرم، لسان العرب، دار صادر، بیروت، ۱۹۹۰ء، باب ۳ص ۲۸۳۔
Ibn Manzūr,Muḥammad b. Mukarram, Lisān al-‘Arab, Dār Ṣādir, Beirut, Ch.3, p 283.

[۲] بلیاوی، عبدالحفیظ، مصباح الغات، لاہور، المصباح، اردو بازار ۱۹۸۳ء، ص ۳۵۰۔
Bilyāvī, Abdul Ḥafiz, Mişbaḥ-u-Lughāt, Lahore: Al-Misbaḥ, Urdū Bazār, 1983, p. 350.

[۳] تنزیل الرحمن، ڈاکٹر، قانونی لغت، لاہور مکتبہ خیابان ادب، ۱۹۸۳ء، ص ۳۹۰۔
Tanzīl al-Reḥmān, Dr, Qānūnī Lughat, Lahore: Maktabah Khayābān-e-Adab,1983, p.390.

[4] https://www.britanica.com/topic/monogamy

[5] https://www.britanica.com/topic/polygamy-marriage.

[6] https/en.m.wikipedia.org/wiki/polygamy.

[۷] النساء۴:۳۔ Al-Qur’ān 3:4

[۸] ایضاً۔ Ibid

[۹] النساء۴:129۔ Al-Qur’ān 129:4

[10] بخاری، محمّد بن اسماعیل، الجامع الصحیح ، کتاب النکاح،باب کثرۃ النساء،مکتبہ دار الفکر، بیروت، س ن، رقم الحدیث ۵۰۶۹۔

Bukhārī, Muḥammad bin Ismā ʻīl, Al-Jām'e al-Ṣaḥīḥ, Kitāb:Al-Nikāh, Bāb: Kathrat al-Nisā', Beirut: Maktabah Dār al-Fikr, N.D. Ḥadīth.No 5069.

[11] ترمذی، محمد بن عیسی، السنن الترمذی، کتاب النکاح،باب ما جاء فی الرجل یسلم وعندہ عشر نسوۃ،مکتبہ دار الفکر، بیروت، س۔ن، رقم الحدیث1128۔.

Tirmīdhī , Muḥammad b.'Isa, Al-Sunan Al-Tirmīdhī, Beirūt:al-Maktabah Dār-ul-Fikar, Kitāb Al-Nikāḥ, Bāb Mā Jaā Fī al Rajl ul yaslam,Ḥadīth No.1128.

[12] سجستانی، سلیمان بن اشعث، ابو داود، السنن ابی داود، کتاب تفریع ابوب الطلاق،باب من اسلم وعندہ نساء اکثر من اربع او اختان، مکتبہ دار السلام، س ن، **رقم الحدیث ۲۲۴۱۔**

Abū Dā'ūd, Sulaīmān bin Al-Āshʻath, Al-Sunan Abbī Dā'ūd, Maktabāh Dār al-Islām Kitāb Tafrī ʻ, Bāb Man Aslamu wa ʻInda ho Nisā, Ḥadīth No. 2241.

[13] شافعی، محمّد بن ادریس، ابو عبد اللہ، مسند الشافعی، کتاب النکاح، الباب الثالث فی الترغیب فی التزوج، دار الکتب العلمیہ بیروت، س ن، ج ۲، ص ۱۶۔

Al-Shāfʻeī, Abū ʻAbdullah Muḥammad bin Idrīs Masnad Al- Shāf ʻeī, Beirūt:Dār al-Kutab al-ʻIlmīyah, Kitāb Al-Nikkāh, Al Bāb al-Thālith fī Al-Targhīb, Vol.2,P.16.

[14] آپ کا پورا نام امام محمد بن احمد بن ابو بکر بن فرح ابو عبد اللہ انصاری، خزرجی، قرطبی، اندلسی، مالکی ہے۔ آپ کی پیدائش ۱۲۱۴ء وفات ۲۹ اپریل ۱۲۷۳ء یہ بہت بڑے عالم، مفسر فقیہ اور عربی زبان کے ائمہ میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ کا وصال مصر میں بنی خصیب میں پیر کی رات نو شوال کو ۶۷۱ھ بمطابق ۱۲۷۳ء میں ہوا۔

[15] القرطبی، محمّد بن احمد، ابو عبد اللہ، تفسیر الجامع لاحکام القرآن، طبع ندارد، المجلد الخامس، ص17 زیر آیت 4,3 ۔

Abū ʻAbdullah Muḥammad bin Aḥmād Tafsīr al-Jāmiʻ li Aḥkām al -Qur'ān, Vol.5, P.17, Verse No.3,4. ,Al-Qurṭubī

[16] شمس الائمہ سرخسی کا پورا نام ابو بکر محمد بن ابی سہل احمد الملقب بہ رضی الدین سرخسی ہے۔ آپ کا لقب برہان الاسلام بھی تھا۔ ولادت ۴۰۰ھ بمطابق ۱۰۱۰ء یا ۱۰۰۹ء بمقام سرخس ہوئی۔ علم دین حاصل کرنے کے لیے شمس الائمہ عبد العزیز حلوانی سے حاصل کیا اور علوم و فنون میں اس قدر کمال حاصل کیا کہ جب ان کے استاد فوت ہوئے تو ان کی مسند پر بیٹھے۔ حصول علم کے لیے فرغانہ کے علاقے اوز جند میں تشریف لائے آپ بڑے حق گو تھے اس لیے آپ نے ایک کلمہ حق کا بادشاہ کو کہا جس سے وہ ناراض ہو گیا اور آپ کو شہر اوز جند میں ایک کنوئیں کے اندر قید کر دیا جس میں آپ مدت تک قید رہے اور آپ کے شاگرد کنوئیں پر بیٹھ کر آپ سے سبق پڑھتے اور جو آپ کنوئیں کے اندر سے کہتے وہ لکھ لیتے تھے شرح کتاب عبادات اور شرح کتاب الاقرار کو مجلس میں تصنیف کر کے شاگردوں سے لکھوایا۔ شمس الائمہ امام سرخسی کے دل کی خواہش تھی کہ امام حاکم شہید کی کتاب الکافی کی شرح لکھیں۔ چنانچہ انہوں اسی کنویں سے اپنی عظیم کتاب "المبسوط" املا کرانی شروع کی۔ یہ منفرد شاہکار اوز جند کے ایک گمنام کنویں نما قید خانے میں وجود میں آیا کہ تیس ضخیم جلدوں کی یہ کتاب املا کرادی۔ اس کتاب کو فقہ حنفی کے مستند ماخذ میں شمار کیا جاتا ہے۔ امام سرخسی ۴۸۳ھ بمطابق ۱۰۹۶ء میں دمشق میں فوت ہوئے۔

[۱۷] السرخسی، شمس الدین، المبسوط، باب النکاح فی العقود المتفرقہ، المجلد الثالث جزء الخامس، طبع بیروت، ص161۔
Al-Sarakhsī, Shams-ud-Dīn , Al-Mabsūṭ, (Beirūt), Bāb al-Nikkāh Fī al-'Auqūd al-Mutafarqah,Vol.3,P. 16 1

[۱۸] علامہ ابن حجر عسقلانی کا نام احمد تھا۔ اور کنیت ابو الفضل تھی اور آپ کا لقب شہاب الدین تھا۔ سلسلہ نسب: احمد بن علی بن محمد بن علی بن احمد۔ ابن حجر کے نام سے مشہور ہونے کی وجہ یہ ہے کہ آپ مشہور علمی خاندان آل حجر میں سے تھے۔ اس عظیم خاندان مین محدثین وفقہا کثیر تعداد میں پیدا ہوئے۔ علامہ ابن حجر عسقلانی کی ولادت قاہرہ میں بدھ 12 شعبان 773 ھ بمطابق 18 فروری1372 ء کو ہوئی، اُس وقت مصر میں مملوک سلطان الاشرف زین الدین ابو المعالی ابن شعبان کی حکومت کا دسواں سال تھا۔ آپ کے والد نور الدین علی شافعی مذہب کے عالم اور شاعر تھے۔ آپ مصر کے قصبہ، عتیقہ، میں پیدا ہوئے۔ آپ کی عمر چار سال تھی کہ آپ کے والد شیخ نور الدین علی کی وفات ہو گئی۔ آپ کی کفالت شیخ زکی خرنوبی نے فرمائی۔ آپ کے والد کی اولاد بچپن میں ہی فوت ہو جاتی تھی، چنانچہ آپ کے والد شیخ صناقبری کی خدمت میں گئے۔ انہوں نے دعا دی کہ اللہ تعالی تیری پشت سے ایسا بچہ پیدا کرے گا جو پوری دنیا کو علم و معرفت سے مالامال کرے گا۔ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ ابن حجر کی تصانیف کی اتنی شہرت و مقبولیت شیخ صناقبری کی دعا کا نتیجہ ہے۔ آپ نے ۷۹ سال کی عمر میں اتوار 8 ذوالحجہ 852 ھ بمطابق 2 فروری1449 ء کو بعد نمازِ عشاء انتقال کیا۔ اُس وقت مصر پر سلاطین برجی مملوک کی حکومت تھی۔ نمازِ جنازہ قاہرہ میں ادا کی گئی جس میں پچاس ہزار افراد شریک ہوئے۔

[۱۹] العسقلانی، احمد بن علی، ابو الفضل، ابن حجر الحافظ، فتح الباری، طبع مکتبہ السلفیہ مدینہ منورہ، کتاب النکاح، ج9، ص1۔
Al-'Asqalānī, A ḥmad bin 'Alī, Ibn Ḥajar, Fata ḥ al-Bārī, Madīnah Al-Munawwarrah: Maktabah al-Salfiah, Kitāb al-Nikkah, Vol. 9, p. 1.

[۲۰] علاء الدین الخازن ان کا پورا نام علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم بن عمر الشیحی المعروف امام خازن ہیں۔ خازن کی وجہ دمشق میں ایک مکتبہ میں لائبریرین کے فرائض سر انجام دیتے تھے یہ تفسیر حدیث اور فقہ شافعی کے بہت بڑے عالم دین تھے۔ امام خازن آبائی لحاظ سے حلب شام سے تعلق رکھتے تھے لیکن ان کی پیدائش بغداد میں ہوئی سنہ ولادت ۶۷۸ھ بمطابق ۱۲۸۰ء ہے اکثر زندگی دمشق شام میں گزاری اکابر علماء سے علم حاصل کیا ساری زندگی تعلیم اور تالیف مین گزاری جبکہ ان کی وفات ۷۴۱ھ بمطابق ۱۳۴۱ء حلب شام میں ہوئی۔

[۲۱] الخازن، علی بن محمد، تفسیر الخازن، طبع دار الکتب العربیہ، پشاور، ص ۳۴۳۔
Al-Khāzan, 'Alī bin Muḥammad, Tafsīr Al-Khāzan,(Pishawar: Dār al-Kutab al-'Arbiyah), P.343

[22] Encyclopaedia Britannica, 1983. Vol 7,P١٥٥.

[23] Ibid.

[۲۴] التحریم ۶۶: ۱ تا ۲۔ Al-Qur'ān 66: 1-2.

[۲۵] القشیری، مسلم بن حجاج، عساکر الدّین، صحیح مسلم، کتاب الطلاق، باب وجوب الکفارۃ علی من حرّم امراتہ ولم ینو الطلاق، رقم الحدیث، 3678۔
Al-Qusherī, 'Asākar-ud-Dīn Muslim bin Ḥajjaj, Al-Ṣaḥīḥ Al-Muslim, Kitab al-Ṭalāq, Bāb: Wajūb al-Kafārrāh, Ḥadīth No. 3678.

[26] بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب قول اللہ تعالی: و اذ قال ربك للملائكة انّی جائل فی الارض خلیفة، رقم الحدیث ۳۳۳۱۔
Bukhārī, Kitāb: Aḥādīth al-Anbiyā', Bāb: Qawūl Allah Ta'lā: Wā idh qāl rabbuka lil Malā'ikah. Ḥadīth No. 3331.

[27] شافعی، کتاب الام، ج۱، ص۱۵۸۔
Shāfi'ī, Kitāb al-Umm, Vol.1, p. 158

[28] بغوی، ابو محمد الحسین، شرح السنہ، ناشر المکتب الاسلامی، دمشق، بیروت، س ن، ج۹، ص ۱۵۰-۱۵۱۔
Baghwī, Abu Muḥammad al-Ḥussaīn, Sharah al-Sunnah, Beirūt: Al-Maktab al-Islāmī, N.D. Vol. 9, P.150 -151.

[29] ابن تیمیہ، احمد بن عبدالحلیم، ابو العباس، مجموعہ الفتاوی، ناشر دعوة الارشاد، سعودیہ، ۲۰۰۴ء، ج۳۲، ص۲۶۹۔
Ibn Taymīyyah, Aḥmad bin Abdul Ḥalim, Majmū'ah al-Fatāwā, Sa'udī Arabia: Da'wāh wal Irshād, 2004, Vol.32, p. 269.

[30] النساء۴:۵ ۔ Al-Qur'ān, 4:5.

[31] ترمذی، کتاب النکاح عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب ما جاء فی التسویة بین الضرائر، مکتبہ دار الفکر، بیروت، رقم الحدیث ۱۱۴۱۔
Tirmīdhī, Al-Sunan al- Tirmīdhī, Kitāb al-Nikkāḥ Bāb: Mā Jā fī al-Taswiyat baīn al-Zarā'īr, Beirūt: Dār al-Fikr, Ḥadīth No. 1141.

[32] ابوداؤد، کتاب النکاح، باب فی القسم بین النساء، رقم الحدیث 2133۔
Abū Dā'ūd, Kitāb al- Nikkāḥ, Bāb: Fī Qisam baīn al-Nisā', Ḥadīth No. 2133.

[33] النور ۲۴:۳۳۔ Al-Qur'ān 24:33.

[34] مسلم، کتاب النکاح، باب استحباب النکاح لمن تاقت نفسہ الیہ و و جدمونۃ ،رقم الحدیث، 3400۔
Al-Muslim, Kitāb al- Nikkāḥ, Bāb: Isteḥbāb al- Nikkāh, Ḥadīth No. 3400.

[35] شیرازی، عبد الوہاب، سعید، مرد کے لیے ایک سے زیادہ شادیاں اور ان کے فوائد، ص۲۸، یہ کتاب ابھی شائع نہیں ہوئی۔
Sherāzī, Abd al-Wahāb, Mard ky liy aik se ziyadah Shadiyān awr un ky fawāid, p.28, (Book not published yet), Archive.org/details/Polygamy Multiple Wives/mode/2up

[36] مسلم، کتاب الرضاع، باب قدر ما تستحقه البكر و الثيب من اقامة الزوج عندها عقب الزفاف، رقم الحدیث 3621۔
Muslim, Kitāb al-Razā', Bāb: Qaddar ma Tastaḥiqquh al-Bikar wa Al-Thayyib, Hadīth No. 3621.

[37] ابن ماجہ، محمد بن یزید، القزوینی، سنن ابن ماجہ، کتاب الاحکام، باب القضاء بالقرعۃ، مکتبہ دار السلام، س ن، رقم الحدیث ۲۳۴۷۔
Ibn Mājah, Muḥammad bin Yazīd al-Qazwīnī, Sunan Ibn Mājah, Kitāb al-Aḥkām, Bāb: Al-Qazā'a bil Qur'ah, Maktabah Dār al-Islām, N.D. Hadīth No. 2347.

[38] البخاری،کتاب الغسل،باب اذا جامع ثم عاد،و من دار علی نسائه فی غسل واحد،رقم الحدیث 268۔

Al-Bukhārī, Kitāb al-Ghusal, Bāb: Idha Jāmi‘ sum ‘Aād, Ḥadīth No. 268.

[39] البخاری، کتاب النکاح،باب الشروط التی لا تحل فی النکاح، رقم الحدیث ۵۱۵۲۔

Al-Bukhārī, Kitāb al-Nikkāh, Bāb: Al-Shurūṭ Allatī la Taḥillu fī al-Nikkāh. Ḥadīth No. 5152.

[40] البخاری، کتاب الادب،باب حسن الهد من الایمان، رقم الحدیث6004۔

Al-Bukhārī, Kitāb al-Adab, Bāb: ḥasan al-Had min al-Imān, Hadīth No. 6004.

[41] البخاری، کتاب الھبۃ،باب نب اھدی الی صحابه، رقم الحدیث 2581 ۔

Al-Bukhārī, Kitāb al-Hibbah, Bāb: Niba Ihdā ilā Ṣaḥābah, Hadīth No. 2581.

[42] المسلم، کتاب الرضاع،باب جواز هبتها نوبتها لضرتها، رقم الحدیث ۳۶۲۹۔

Al-Muslim, Kitab al-Razā ‘, Bāb: Jawāz Hibbatu--, Hadīth No. 3629.

[43] نسائی، احمد بن شعیب، سنن النسائی، کتاب عشرۃ النساء،باب حب الرجل بعض نسائه اکثر من بعض، مکتبہ دارالسلام، س ن، رقم الحدیث2690۔

Nisā’ī, Aḥmad bin Shu‘aīb, Sunan al- Nisā’ī, Kitab: ‘Isharat al-Nisā’, Bāb: Ḥubb al-Rajul Ba‘adh Nisā’ehi…, Dār al-Salām, N.D. Hadīth No. 2690.

[44] البخاری، کتاب الاعتکاف،باب اعتکاف النساء، رقم الحدیث2033۔

Al-Bukhārī, Kitāb al-A‘itikaf, Bāb: Al-Ai‘tikāf al-Nissā’, Hadīth No.2033.

[45] التحریم۶۶:۶۔ Al-Qur’ān, 66:6.

[46] البخاری، کتاب الزکاۃ،باب اتقوا النّار ولو بشق تمرۃ، رقم الحدیث،1418۔

Al-Bukhārī, Kitāb al-Zakāt, Bāb: Ittaqū al-Nār…..Hadīth No. 1418.

[47] البخاری، کتاب الھبۃ وفضلھا والتحریض علیھا،باب الاشھاد فی الھبۃ، رقم الحدیث2587۔

Al-Bukhārī, Kitāb al-Hbbah wa Fazzaaluha…, Bāb: Al-Ashhād fī al-Hibbah, Hadīth No. 2587.

[48] المسلم، کتاب الھبۃ،باب کراھۃ تفضیل بعض الاولاد فی الھبۃ، رقم الحدیث4182۔

Al-Muslim, Kitāb al-Hibbah, Bāb, Karāhat Tafzīl ba ‘z al Aūlād.., Hadīth No. 4182.

[49] البخاری، کتاب فی الاستقراض واداء الدیون والحجر والتفلیس،باب العبد راع فی مال سیدہ ولا یعمل الا بإذنه، رقم الحدیث ۲۳۰۷۔

Al-Bukhārī, Kitāb al-Istiqrāz wa adā al-Dīwūn…, Bāb: Al-‘Abad Rā‘ fī māl…, Hadīth No. 2307.

50 الترمذی، کتاب البر والصلۃ عن رسول الله صلی الله علیه وسلم،باب ما جاء فی ادب الولد، رقم الحدیث1952۔

Al- Tirmīdhī,, Kitāb Al-Birr wa Al-Ṣillah an Rasūl Allah ṢAW, Bāb: Mā jā fī adab al-Wald, Hadīth No. 1952.

۵۱ المسلم، کتاب القدر، باب معنی کل مولود یولد علی الفطرۃ وحکم موت اطفال الکفار واطفال المسلمین، رقم الحدیث6755۔

Al-Muslim, Kitāb al-Qadar, Bāb: Ma‘na kullu Maūlūdu Yūlidu ‘alā al-Fiṭrah….,Hadīth No. 6755.

۵۲ المسلم، کتاب الوصیۃ، باب مایلحق الانسان من الثواب بعد وفتہ، رقم الحدیث4233۔

Al-Muslim, Kitāb al-Waṣṣīyah, Bāb: Mā Yalḥqu al-Insān min Thawāb bad Wafatuhu, Hadīth No. 4233.